مسئلہ: محترم جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور، مندرجہ ذیل سوالات کے جواب بحوالہ دیئے جائیں۔

۱. صدقہ فطر کس پر دینا واجب ہے؟

۲. صدقہ فطر کی شرعی مقدار کتنی ہے؟

۳. کیا عورت پر بھی صدقہ فطر ہے، کیا وہ اپنا صدقہ فطر خود ادا کرے گی؟

۴. کیا بچوں پر بھی صدقہ فطر ہے اور وہ ماں پر ہے یا باپ پر؟

۵. اگر گھر کا سربراہ بتائے بغیر سب کی طرف سے صدقہ فطر ادا کر دے کیا وہ ادا شمار ہو گا کہ نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا و مصلیا و مسلما

جواب نمبر ۱. جو مسلمان اتنا مال دار ہے کہ اس پر زکاۃ واجب ہے یا اس پر زکاۃ واجب نہیں، لیکن قرض اور ضروری اسباب اور استعمال کی اشیاء سے زائد اتنی قیمت کا مال یا اسباب اس کی ملکیت میں عید الفطر کی صبح صادق کے وقت موجود ہے جس کی مالیت ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو اس پر عید الفطر کے دن صدقہ دینا واجب ہے، چاہے وہ تجارت کا مال ہو یا تجارت کا مال نہ ہو، چاہے اس پر سال گزر چکا ہو یا نہ گزرا ہو۔ اس صدقہ کو صدقۂ فطر کہتے ہیں۔

جواب نمبر ۲. صدقۂ فطر کی مقدار ایک صاع کھجور، کشمش یا جو یا نصف صاع گیہوں (یا اس کا آٹا یا ستو) ہے، نصف صاع کی مقدار موجودہ اوزان کے اعتبار سے ایک کلو ۵۷۴ گرام ۶۴۰ ملی گرام ہوتی ہے، اس کی قیمت بھی دی جا سکتی ہے۔

جواب نمبر ۳. جس طرح مال دار ہونے کی صورت میں مردوں پر صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے اسی طرح اگر عورت مال دار صاحب نصاب ہے یا اس کی ملکیت میں قرضہ اور ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال وغیرہ ہے، جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہے، مثلاً اس کے پاس زیور ہے، جو والدین کی طرف سے ملا ہے یا شوہر نے نصاب کے برابر زیور عورت کو بطور ملکیت دیا ہے، یا مہر میں اتنا زیور ملا جو نصاب کے برابر ہے، تو عورت کو

بھی اپنی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے، یاد رہے کہ مال دار عورت پر اپنا صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے، البتہ اس پر کسی اور کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں، نہ بچوں کی طرف سے نہ ماں باپ کی طرف سے، نہ شوہر کی طرف سے۔

جواب نمبر ۴. واضح رہے کہ مال دار آدمی کے لیے صدقۂ فطر اپنی طرف سے بھی ادا کرنا واجب ہے، اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی، نابالغ اولاد اگر مال دار ہو تو ان کے مال سے ادا کرے اور اگر مال دار نہیں ہے، تو اپنے مال سے ادا کرے۔ بالغ اولاد اگر مال دار ہے تو ان کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا باپ پر واجب نہیں۔

جواب نمبر ۵. عاقل بالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا باپ پر ضروری نہیں ہے؛ لیکن اگر وہ بچے باپ کی پرورش میں رہتے ہوں اور باپ ان کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کر دے تو درست ہو جائے گا۔ اسی طرح بیوی کا صدقۂ فطر شوہر پر واجب نہیں ہے؛ لیکن اگر اس کی طرف سے ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا، خواہ بیوی سے اجازت لی ہو یا نہ لی ہو۔

١. ولا يخرج احد الزوجين عن صاحبه ...، ولو اعطى صدقة الفطر عن زوجته اجزأه وان لم يأمره ذلک، وفى الخانية وعليه الفتوىٰ. (تاتارخانية زكريا ۳۔۴۶۰-۴۶۱، درمختار بيروت ۳۔۲۸۵، زكريا ۳۔۳۱۷، بداية ۱۔۲۰۹، مراقى الفلاح ۳۹۵)

٢. تجب على حر مسلم مكلف مالک لنصاب او قيمته وان لم يحل عليه الحول۔ (طحطاوى۳۹۴، تاتارخانية زكريا ۳۔۴۵۳، بداية ۱۔۲۰۸)

٣. ووقت الوجوب بعد طلوع الفجر الثانى من يوم الفطر۔ (ہندية ۱۔۱۹۲، ومثله فى البدائع الصنائع ۲۔۲۰۶، خانية ۱۔۲۳۲، بداية ۱۔۲۱۱، تاتارخانية زكريا ۳۔۴۵۱)

٤. لا عن زوجته وولده الكبير العاقل ولو أدى عنهما بلا إذنٍ أجزأ استحساناً للإذن عادةً أى لو فى عيالهٖ وإلا فلا۔ (درمختار زكريا ۳۔۳۱۷، تاتارخانية ۳۔۴۵۹-۴۶۱، بداية ۱۔۲۰۹، البحر الرائق ۲۔۲۵۲ كراجى)

٥. وہى نصف صاع من بر او دقيقه او سويقه او صاع تمر او زبيب او شعير۔ (حاشية الطحطاوى على المراقى ۳۹۵) ان الصاع من الزبيب منصوص عليه فى الحديث الصحيح فلا تعتبر فيه القيمة۔ (شامى زكريا ۳۔۳۱۹، مستفاد: ايضاح المسائل ۹۸) ۔والله تعالى اعلم بالصواب

العبد الضعیف

ڈاکٹر امجد علی عفی عنہ

رفیق دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

۱۴۴۲/۰۹/۰۷

۲۰۲۱/۰۴/۲۰

الجواب صحیح

الجواب صحیح